36793 ـ وتروں كى ادائيگى ميں سستى كرنے كا حكم

سوال

كيا وتر چھوڑنا جائز ہے؟ اور وتر چھوڑنے پر كيا احكام مرتب ہوتے ہيں؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جمہور علمائےكرام كے ہاں نماز وتر سنت مؤكدہ ہے، كچھ فقہائے كرام نے اسے واجب بھى كہا ہے۔

وتروں كے واجب نہ ہونے كى دليل صحيح بخارى: (1891) اور مسلم : (11) ميں طلحہ بن عبيد اللہ رضى اللہ عنہ سے مروى ہے كہ ايک آدمى رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آيا اور فرمايا: (اللہ كے رسول ! مجھ پر اللہ نے كتنى نمازيں فرض كى ہيں؟ تو آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: پانچ نمازيں ، الا كہ تم زائد طور پر نفل ادا كرو) صحيح مسلم كے الفاظ كچھ يوں ہيں: (دن اور رات ميں پانچ نمازيں [فرض ہيں] تو اس شخص نے كہا: كيا مجھ پر اس كے علاوہ بھى نمازيں فرض ہيں؟ تو آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: نہيں، الا كہ آپ نفل ادا كريں)

نووى رحمہ اللہ نے اس حديث كى شرح ميں لكھا ہے كہ:
"اس حديث ميں دليل ہے كہ وتر واجب نہيں ہيں" ختم شد

اسى طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح البارى ميں لكھتے ہيں :
"اس حديث ميں اس بات كى دليل ہے كہ دن اور رات ميں اس كے علاوہ كوئى نماز فرض نہيں ہے، يہ بات ان لوگوں كے موقف كے خلاف ہے جو وتروں يا فجر كى سنتوں كو واجب قرار ديتے ہيں" ختم شد

تاہم اس موقف كے با وجود نماز وتر موكد ترين سنتوں ميں شامل ہے، آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے متعدد احاديث ميں وتر ادا كرنے كا حكم ديا ہے۔

چنانچہ صحيح مسلم (754) ميں ہے كہ ابو سعيد رضى اللہ عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: (صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو)

اور اسى طرح ابو داود (1416) ميں روايت ہے كہ على رضى اللہ عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم

نے فرمایا: (اہل قرآن! وتر پڑھا کرو؛ بیشک اللہ تعالی وتر ہے اور وتر سے محبت فرماتا ہے) اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں صحیح قرار دیا ہے۔

اس لیے سفر ہو یا قیام ہر حالت میں وتروں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے؛ چنانچہ بخاری: (1000) اور مسلم: (700) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پہ نماز ادا کرتے ، چاہے سواری کا رخ کہیں بھی ہوتا ، آپ اشارے سے نماز ادا کرتے، آپ فرائض کے علاوہ رات کی نماز اس طرح سے ادا کرلیتے تھے اور وتر بھی اپنی سواری پہ ادا کرتے تھے)

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "وتر واجب نہیں ہے، اسی کے امام مالک اور شافعی قائل ہیں، جبکہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ وتر واجب ہیں" انہوں نے یہ بھی کہا کہ: "امام احمد کہتے ہیں کہ: جو شخص جان بوجھ کر وتر چھوڑ دے تو وہ برا آدمی ہے، اس کی گواہی قبول نہیں کرنی چاہیے" امام احمد نے یہ کہہ کر وتروں کی ادائیگی کی تاکید بیان کی ہے کیونکہ وتروں کی ادائیگی کے بارے میں احادیث میں حکم اور ترغیب آئی ہے۔" ختم شد، ماخوذ از "المغنی" (1/827)

دائمی فتوی کمیٹی کے علمائے کرام سے پوچھا گیا:

کیا نماز وتر واجب ہے، اور کیا جو اس نماز کو ایک دن پڑھے اور دوسرے دن چھوڑ دے، وہ گناہگار ہو گا؟

ج 2: نماز وتر سنت مؤکدہ ہے، مومن کو اس کی پابندی کرنی چاہیے، مگر جو کبھی پڑھے اور کبھی نہ پڑھے اس کی گرفت نہیں ہو گی، لیکن نماز وتر کو پابندی سے ادا کرنے کی نصیحت کی جائے گی ، پھر اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ اگر وتر رہ جائے تو اس کے بدلے دن کے وقت جفت تعداد میں وتر پڑھ لے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کیا کرتے تھے، جیسے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند یا بیماری کی وجہ سے رات کی نفل نماز ادا نہ کر پاتے، تو آپ دن میں بارہ رکعتیں ادا کر لیتے تھے۔ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں عام طور پہ 11 رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔

ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت الگ پڑھتے، پھر اگر کبھی رات کو نیند یا بیماری کی وجہ سے رات کی نماز رہ جاتی تو ان کے بدلے دن کے وقت 12 رکعتیں پڑھ لیتے، جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے، لہذا اگر کسی مسلمان کی عادت رات کو 5 رکعتیں ادا کرنے کی تھی اور کبھی رات کو نیند یا بیماری کی وجہ سے رہ جائیں، تو ان کے بدلے دن کے وقت دو دو کر کے 6 رکعتیں پڑھ لیا کرے، اسی طرح اگر اس کی عادت 3 رکعتوں کی ہے تو دن کو 4 رکعتیں دو بار سلام کے ساتھ، اور اگر 7 کی ہے تو دن کو 8 رکعتیں ادا کر لیا کرے، جن میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے" ختم شد

"فتاوى اللجنة الدائمة" (7/172)

والله اعلم.